ہر وہ کام جو غلبہ اسلام کی مہم مطالبہ کرتی ہے ہمیں آج کر دینا چاہیئے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱؍مئی ۱۹۸۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ہمارا مالی سال کم وبیش ایک ماہ اور دس دن میں ختم ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ جماعت کا قدم ہر سال پہلے سے آگے بڑھتا ہے اور مالی قربانی کے میدان میں بھی جماعت نمایاں ترقی پیش کر رہی ہوتی ہے۔

انسانی زندگی میں حوادث کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ یہ حوادث کسی نہ کسی فرد کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں ہر سال ہی۔ مثلاً تاجر ہے اس کو تجارت میں نقصان ہو گیا یا زمیندار ہے کوئی ایک یا چند، جن کی فصل اچھی نہیں ہوئی، یا نوکری پیشہ ہیں ان کے حالات کچھ ایسے ہوئے کہ انہوں نے کئی ماہ نصف تنخواہ پر چھٹی لی۔ بہت سی شکلیں بنتی ہیں لیکن بحیثیتِ جماعت ہمیشہ ہی قدم تیزی کے ساتھ آگے بڑھتا ہمیں نظر آتا ہے۔

بعض حوادث بعض سالوں میں زیادہ وسعت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ مثلاً گندم کا جو زمانہ گزرا اس میں بے موسم بارش ہوئی، ژالہ باری نے بھی نقصان پہنچایا، ہوائیں، آندھیاں بھی چلیں، معمول سے زیادہ، بعض جگہ زمیندار کو زیادہ نقصان پہنچا لیکن جہاں تک میرے علم میں ہے جماعت احمدیہ کے سب زمینداروں کو نقصان نہیں پہنچا اور جہاں تک میرا علم اور مشاہدہ ہے جماعت کے جذبہ کے متعلق اس نقصان کی پرواہ کئے بغیر جماعت بحیثیتِ جماعت اپنی

ذمہ داریوں کو پورا کرے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

لیکن مجھے حکم ہے کہ میں یاد دہانی کراؤں ذَكِّرْ اور اس یقین کے ساتھ کراؤں کہ جو میرے مخاطب ہیں وہ اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق ایمان کے مقام پر کھڑے ہیں اور فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الذّٰریٰت:۵۶) میری اس یاد دہانی کے نتیجہ میں انہیں فائدہ پہنچے گا اور اگر کہیں سستی ہے تو دور ہو جائے گی۔ اگر کہیں پریشانی ہے اس معنی میں کہ مثلاً گندم پوری نہیں ہوئی ایک عام زمیندار ہے دس پندرہ ایکڑ کا مالک، عام حالات میں جماعتِ احمدیہ سے باہر اگر اس کے اوپر ذمہ داری ہوتی تو عذر تھا اس کے پاس مگر میں ایسے زمینداروں کو بھی جانتا ہوں جنہوں نے ایسے حالات میں اپنے چندوں کو پورا کرنے کے لئے اپنی بھینس کو بیچ دیا اور خدا کے گھر کو پورا کر دیا۔ اس واسطے انشاء اللہ تعالیٰ یاد دہانی اپنے فرض کے مطابق کر رہا ہوں۔ آپ پر بدظنی نہیں کر رہا اور اس وثوق کے ساتھ کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں آپ کا مقام تنزل کی طرف گرے گا نہیں، بلکہ اور بھی رفعتوں کو حاصل کرنے والا ہو گا۔

قرآن کریم نے مالی قربانیوں کے متعلق متعدد جگہ بار بار مختلف زاویوں سے توجہ دلائی ہے اور شوق پیدا کیا ہے اور اس کے نتائج پر روشنی ڈال کے بشارتیں دی ہیں۔

آج میں نے جس آیت کا انتخاب کیا ہے وہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۶ میں فرماتا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَ يَبْصُۜطُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ (البقرة:۲۴۶)

اس میں جو مضمون بیان ہوا اس میں سے میں نے چھ باتیں اٹھائی ہیں۔ پہلی بات یہ کہی گئی کہ مَنْ ذَا الَّذِيْ کیا کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنے مال کا ایک اچھا ٹکڑا کاٹ کر دے؟ کیا کوئی ہے؟ یہ اعلان ہے انسانیت کی طرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رنگ میں مالی قربانی کا اعلان غالباً تاریخِ انبیاء میں پہلی دفعہ کیا۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ کیا کوئی ہے؟ اس وقت تو جن کی پرستش کرتے تھے، بتوں کی رؤسائے مکہ، ان کے لئے بھی خرچ نہیں کرتے تھے، ان پر بلکہ ان کی وجہ سے پیسے بناتے تھے اور آمد پیدا کرتے تھے۔ وہ دولت کمانے کا ذریعہ تھے اس دنیا میں۔ وہ اخروی زندگی میں کچھ

حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں تھے اور یہ اعلان، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں امتِ محمدیہ کے جو چودہ سو سال گزرے ہیں اس میں تمام خدا تعالیٰ کے مقرب مصلح اور ولی جو ہیں، یہ آواز دیتے رہے ہیں کیونکہ مختلف خطہ ہائے ارض میں ایک چکر کے اندر مسلمانوں کے گروہ غافل ہوتے رہے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانی کے میدان میں اور ان کو یہی کہا گیا۔
مَنْ ذَاالَّذِیْ کیا کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی دینے والا ہو؟

تاریخ کی باتیں تو دور کی باتیں ہیں، ہماری اپنی زندگی کی ابتدا میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ساری دنیا مین اسلام کو غالب کرنے کے منصوبہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے ایک جماعت کو قائم کیا تو اس وقت جو ہماری شروع کی تاریخ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو آنے پیش کرنا بھی بڑا بار محسوس کرت تھا، اس وقت کا ایک مسلمان، ایمان تھا، دعویٰ تھا، لیکن بہت سارے ایسے حالات پیدا ہو چکے تھے کہ وہ مالی قربانی کو بالکل بھول چکا تھا۔ اس واسطے ہمیں نظر آتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو آپ پر شروع میں ایمان لائے اور انہوں نے مالی قربانی میں حصہ لینا شروع کیا تو جس نے دو آنے دیئے یا چار آنے دیئے، ان کے نام بھی اپنی کتابوں میں لکھ کے قیامت تک ایک دعا حاصل کرنے کی زندگی انہیں بخش دی۔

ایک خاندان ایک اور ضمن میں میرے سامنے آیا۔ ایک شخص اپنے اخلاص سے لنگر خانے میں کام کرتا تھا باورچی کا اور اس کو تین روپے تنخواہ ملتی تھی مہینے کی اور کھانا لنگر خانے میں ملتا ہی ہے ہر ایک کو، اس کا حق ہے اور تین روپے کے اوپر اگر وصیت بھی ہے تو پانچ آنے سے کچھ کم رقم بنتی ہے۔ ماہانہ۔ یہ قربانی تھی لیکن اصل قربانی یہ تھی کہ اپنی زندگی ایک طرح وقف کی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ فضل کیا کہ اس کے بچوں میں سے پانچ کے متعلق تو مجھے علم ہے کہ ہر ایک آٹھ، دس ہزار ماہانہ کمانے لگ گیا ہے۔ جس کا باپ تین روپے سے خدمتِ سلسلہ اور خدمتِ مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کر رہا تھا۔

مَنْ ذَاالَّذِیْ کیا کوئی ہے؟ یہ نعرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لگایا۔ اور یہ ایک نعرہ ہے جس کا ایک پہلو یہ ہے کہ لوگ مالی میدان میں خدمت کا شوق بھول چکے ہیں

اور ان میں شوق پیدا کیا گیا اور دوسرا پہلو یہ ہے، (جو آگے اگلی باتیں میں بتاؤں گا ان میں وہ نمایاں ہوتا ہے) دوسری بات اس میں یہ کی کہ مالی قربانی کرنے والے کیا ایسے ہیں کہ جو اپنے مال کا ایک اچھا ٹکڑا کاٹ کر دیں؟ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا پھر جیسا کہ میں نے بتایا کہ وہ جو دو۔ دو آنے دینے والے تھے ان میں سینکڑوں ہزاروں نے، جب جائیداد بنائی تو اس کا ایک حصہ دے دیا اور ایسے بھی ہیں جنہوں نے، جب ضرورت پڑی تو قریباً سارا مال ہی پیش کر دیا۔

تو اچھا ٹکڑا کاٹ کر دیا۔ دو آنے سے وسعت پیدا ہوئی اور ہزاروں لاکھوں کی رقم ایک وقت میں دینے والے پیدا ہو گئے۔ یعنی اب جماعتِ احمدیہ کے اخلاق اور کردار کا یہ حال ہے روحانی ترقی کے نتیجہ میں کہ صد سالہ جوبلی میں بعض دوستوں نے لاکھوں میں وعدے لکھوائے ہیں۔ پھیلا ہوا ہے وہ لیکن بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے وعدہ کیا ہے ہم ہر سال ایک لاکھ روپیہ دیتے چلے جائیں گے۔ تو انہوں نے یا ان کے آباء نے آنوں میں قربانی دی خدا تعالیٰ نے دولت کے پہاڑ ان کے قدموں میں لا کے رکھ دیئے اور دل میں جو جذبہ تھا قربانی کا اس میں اور جوش پیدا کیا اور اگلی نسل نے آنوں کی قربانی کے مقابلے میں لاکھوں کی قربانی دینی شروع کر دی۔

تیسری بات اللہ تعالیٰ یہ کہتا ہے کہ اگر تم اپنے مال کا ایک اچھا ٹکڑا نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رجا کے حصول کے لئے اس کے حضور پیش کر دو گے فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہت بہت بڑھائے گا۔ آپ میں سے جو مشاہدہ کرنے والے ہیں اور غور اور فکر اور دور بینی سے اپنے ماحول کا جائزہ لینے والے ہیں ان کے سامنے بہت ساری ایسی مثالیں آئیں گی کہ جو اَضْعَافًا كَثِيْرَةً بہت بہت بڑھا کر پیش کرنے والے ہیں۔

ابھی جو اٹلی اور برازیل کی مساجد کے لئے خدام الاحمدیہ چاہتی تھی کہ ہمیں اجازت دی جائے ہم قربانی پیش کریں، تو لنڈن کے ایک احمدی نوجوان نے کئی سو پونڈ اپنے بنک سے قرض لے کر دے دیئے۔ پہلے وعدہ لکھایا، پھر اس کو خیال آیا کہ وعدے سے تو کچھ نہیں بنتا، بنک سے کہا مجھے قرض دے دو۔ اس کا لین دین بنک والوں سے اچھا تھا، انہوں نے قرض دے دیا اور (صحیح مجھے یاد نہیں) شاید ایک ہفتہ ہی گزرا تھا (بہت کم وقت گزرا تھا) کہ اسی بنک کی طرف

سے اس کو چٹھی آئی کہ پچھلے سال ہم نے تمہارا انکم ٹیکس ادا کرنے کے لئے جو رقوم کاٹی تھیں غلطی سے زائد کاٹ لی تھیں اور یہ اب ہم تمہیں واپس کر رہے ہیں اور بالکل وہ رقم جو اس نے چندے میں دے دی تھی اس کا چیک دیا۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک چھپی ہوئی دولت جو تھی وہ اس کو لوٹا دی اور عملاً ذہنی لحاظ سے اس کو کوئی کوفت یا تکلیف نہیں بھی ہوئی۔ یہ بھی تکلیف نہیں اللہ تعالیٰ نے پہنچائی کہ میں نے آہستہ آہستہ بنک کو جو قرض واپس کرنا ہے وہ کیسے کروں گا؟ بہت ساری جگہ لمبا سلسلہ چل پڑتا ہے قرض کی ادائیگی میں اور وہ دے دیا۔ بہت ساری مثالیں ہیں ایسی۔

تو تیسری بات اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ جو شخص اپنے مال کا ایک اچھا ٹکڑا کاٹ کر خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر دیتا ہے خدا تعالیٰ فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً (یہ میں اب ترجمہ نہیں کر رہا، مفہوم بیان کر رہا ہوں) بہت بہت اضافہ کر کے اس کا مال اسے لوٹاتا ہے۔

یہ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً دو رنگ میں سامنے آتا ہے۔ ایک اس دنیا میں، اس زندگی میں اور ایک مرنے کے بعد۔ مرنے کے بعد جو فدائیت اور ایثار خدا تعالیٰ قبول کر لیتا ہے اس کا بدلہ جو ہے وہ تو ساری دنیا بھی اس کی قیمت ادا نہیں کر سکتی۔ اتنی دولت ہے وہ، اتنی قیمت ہے اس عطا کی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (پہلے تو مومنوں کو کہا نا مَنْ ذَا الَّذِىْ میرے حضور قربانی پیش کرے گا قَرْضًا حَسَنًا کی شکل میں۔ پھر بشارت دیتا ہے کہ میں اسے بڑھاؤں گا۔ جیسا کہ میں نے ذرا مختصراً تفصیل سے بتایا یعنی اختصار بھی ہے تھوڑی تفصیل بھی ہے) کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ يَقْبِضُ وَ يَبْصُۜطُ کہ اس دنیا میں جو اموال خدا بندوں کو دیتا ہے وہ لیتا ہے، دیتا بھی ہے اور اسے بڑھاتا بھی ہے۔ یہاں ”لیتا بھی ہے“ (یہ عربی کا محاورہ ہے، قرآن کریم کی بہت ساری آیات سے بھی یہ ہمیں پتہ لگتا ہے) کے معنی ہم یہ کریں گے۔ ”وہ لیتا بھی ہے اور کبھی نہیں بھی لیتا“۔

بعض دوسری جگہ اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ جو بس دنیا کے ہو رہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے اچھا! پھر دنیا لے لو اور ان کو انذار یہ ہے کہ آخری زندگی میں پھر جو تمہارا حال ہوگا خدا کی پناہ۔ پھر تمہیں پچھتاوا ہوگا کہ کیوں ہم نے یہ حرکت کی۔

تو اللہ تعالیٰ بعض سے نہیں لیتا، بعض سے لیتا ہے، جن سے وہ لیتا ہے ان کی شکل دو طرح سامنے آتی ہے، دو شکلیں بنتی ہیں۔ ایک یہ کہ یَبۡصُۜطُ جو مال لیتا ہے اس میں بڑھوتی کرتا ہے اور ایک یہ شکل ہے کہ مال لیتا ہے اور بڑھوتی نہیں کرتا۔ سزا کے طور پر دتو وہ انعام نہیں نا ملتا۔

جو شخص اپنے مال کے بھروسے پر اور اس کو ذریعہ بنا کر خدا تعالیٰ کے منصوبہ کو ناکام کرنے کی کوشش کرے، جب ایسے گروہ سے دولت اللہ تعالیٰ واپس لیتا ہے تو بڑھا کے دینے کا تو سوال نہیں پیدا ہوتا۔ یہ تو سزا ملی ہے ان کو۔ تو وَ یَبۡصُۜطُ کے بھی دو معنی ہوں گے یعنی ایک ذکر جس کا نہیں کیا لیکن اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں کہ ''وہ بڑھاتا ہے'' اور ساتھ اس کے یہ کہ ''وہ چاہے تو نہیں بھی بڑھاتا''۔ اور جن کا مال وہ لیتا ہے اور اپنے فضل اور اپنی رحمت سے یہ مالی قربانی وہ قبول کرتا ہے اور اس قربانی کو قبول کرنے کے نتیجہ میں یَبۡصُۜطُ وہ ان کی دولت کو، ان کے اموال کو، مادی اموال کو بھی، مادی دولت کو بھی اور روحانی طور پر بھی جو نعمتیں ہیں ان میں وہ برکت ڈالتا ہے اور بہت بڑھوتی ہے ان میں۔

یہ جو میں نے دوسری زندگی کے متعلق کہا ہے کہ وہ بھی اس میں شامل ہے اس کی طرف یہی آیت اشارہ کر رہی ہے کیونکہ اسے ختم کیا (چھٹی بات یہ بتائی)۔ ''آخر تمہیں اسی کی طرف لوٹایا جائے گا''۔ وَاللّٰهُ یَقۡبِضُ وَ یَبۡصُۜطُ وَ اِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ اور جب اس کی طرف لوٹایا جائے گا تو جو اموال خدا نے تمہارے قبول کئے ہوں گے۔ (جب تم پیش کرو گے اللہ تعالیٰ قبول کرے گا۔ جب قبول کرے گا ان میں بڑھوتی کرے گا۔ جب بڑھوتی کرے گا تو اس زندگی میں بھی وہ اس کا بدلہ دیتا ہے لیکن مرنے کے بعد جو ہے بدلہ وہ تو اس قدر حسین اور وسعتیں رکھنے والا ہے کہ عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الۡاَرۡضُ (اٰلِ عمران:۱۳۴) کہ آسمان و زمین کی دولت ایک آدمی کی جنت کی دولت کے برابر ہے۔

اس واسطے جماعتِ احمدیہ جو قربانی دیتی ہے خدا تعالیٰ کی راہ میں، اس کا ذکر جب میرے دورہ میں مثلاً عیسائیوں کے سامنے بھی ہو تو ان کے لئے بڑا عجوبہ ہے وہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ ایک شخص اپنے ہوش وحواس میں اپنی کمائی ہوئی دولت ۱/۱۰ یا ۱/۵ یا ۱/۳ کس طرح اس خدا کے حضور پیش کر دیتا ہے جس خدا کو وہ پہچانتے نہیں اور اسی وجہ سے انہیں سمجھ نہیں آ رہی۔ ان کو یہ تجربہ نہیں

کہ خدا تعالیٰ اس زندگی میں بھی اس وعدے کے مطابق جو قرآن کریم میں پہلے سے کر دیا گیا ’’ان کی دولت میں برکت ڈالتا ہے اور ان کی زندگی کو خوشحال بناتا اور فکروں سے انہیں آزاد کرتا اور مرنے کے بعد بھی ایسی زندگی ہے جس کا وہ تصور نہیں کرتے۔ اس وقت یہ ان کی بدقسمتی ہے، کہ ایک ایک آدمی کو جو انعامات ملیں گے، ایک آدمی کے انعامات کی قیمت سارے آسمانوں اور زمین کی قیمت سے زیادہ ہے۔

تو قربانی دیتے ہیں ہم یا ہم کہتے ہیں کہ ہم قربانی دیتے ہیں مگر اس معنی میں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے لئے کوئی تکلیف اٹھائی، اس معنی میں تو ہم قربانی نہیں دیتے۔ ایک پیار کا جذبہ، ہماری اپنی دولت کے لئے ہمارے دل میں حقارت پیدا کرتا ہے۔ اپنے رب سے پیار اور غلبۂ اسلام کی مہم کے لئے ہم خدا تعالیٰ کے حضور پانچ روپے سے لے کر (پانچ روپے دینے والے بھی ہیں چندہ۔ یہ جو سال ختم ہو رہا ہے اس میں بہت سارے ہوں گے جو پانچ روپے چندہ دینے والے ہوں گے) قربانی دینے والے ہیں ان کو بھی خدا تعالیٰ اتنے انعام دیتا ہے اس دنیا میں۔ ایک تو یہ کہ اتنی بڑی برادری دے دی پیار کرنے والی۔ دنیا میں کوئی غریب ایسا نہیں۔ (یہ جو دنیا ہے نا امراء کی اور مہذب دنیا اسے میں شامل کر رہا ہوں) جس سے ایک کروڑ بھائی اس کا اس سے پیار کرنے والا ہو۔ سوائے احمدی غریب کے، کیونکہ احمدیت میں غریب اور امیر کا تصور ہی نہیں۔ سب کو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں ایک مقام پر لا کے کھڑا کر دیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے بعض کمزوریاں بھی ہیں، لڑ بھی پڑتے ہیں۔ زبان سے ایذا بھی بعض دفعہ دے دیتا ہے احمدی احمدی کو، لیکن نظام ان کو فوری توجہ دلاتا، اور اصلاح کی کوشش کرتا ہے یا وہ احمدیت چھوڑ کے باہر نکل جاتے ہیں لیکن ہمارا معاشرہ اور ہمارا ماحول اور ہماری فضا ایسی ہے جہاں امیر اور غریب کا، کالے اور گورے کا کوئی فرق اور امتیاز نہیں ہے۔

تھوڑا سا پیار میں نے ایک عیسائی بچے کو ائر پورٹ پر (کئی سال کی بات ہے) کیا تھا اور اس ملک کا ایمبسڈر، اس لڑکے کا باپ شکریہ ادا کرنے کے لئے آ گیا میرے پاس، بڑا دکھ ہوا اس دن مجھے اور ان کے ہونٹ پھڑ پھڑا رہے تھے۔ اتنے جذباتی ہو چکے تھے، کوئی بات ہی نہیں نکلتی تھی کہ آپ نے اتنا احسان کیا ہے کہ ہمارے بچے کو پیار کیا ہے اور میں نے کوئی احسان نہیں

کیا تھا اس پر، میں نے خدا تعالیٰ کا ایک حکم مانا تھا اور اللہ تعالیٰ یہ سامان پیدا کرتا ہے، اس بچے کا باپ بعد میں مشرقی افریقہ کے اس ملک کا وزیر بن گیا۔ جب ہمارے مبلغ گئے تو کہنے لگا میں تو آپ لوگوں کو پہلے ہی جانتا ہوں۔ آپ کی ہر قسم کی مدد کروں گا۔ ایک پیار کا اتنا اثر۔

اسی پیار نے کہ کوئی تفریق نہیں ہے انسان انسان میں، کئی لاکھ عیسائیوں کے دل جیت کے، کلمہ پڑھا کے انہیں احمدی مسلمان بنایا اور **لَا فخر** ہمیں اس پر کوئی فخر نہیں۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اتنی چھوٹی سی جماعت، دنیا کی دھتکاری ہوئی جماعت ساری دنیا دشمنی پر اکٹھی ہوئی ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہے جو تھمنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ ہمیں ناشکرے نہیں بننا چاہیئے اور ہر وہ کام خدا تعالیٰ کی راہ میں ہمیں آج کر دینا چاہیئے۔ جو غلبۂ اسلام کی مہم مطالبہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور نے فرمایا:-

کئی نئے احمدی ہوتے ہیں، کئی بچے جوان ہوتے ہیں، اصل دستور یہ ہے کہ دو خطبوں کے درمیان بیٹھا جائے۔ میں جب سے گھوڑے سے گرا ہوں میں بیٹھ نہیں سکتا اس طرح۔ یہ میری مجبوری ہے، اس واسطے میں نہیں کرتا۔ ابھی ایک دو ہفتے ہوئے تو کسی نے میرے اوپر تو اعتراض نہیں کیا، حسن ظنی سے کام لیا لیکن یہ ضرور کہا کہ حضرت صاحب کو دیکھ کے، اگر خطبہ کوئی اور دے رہا ہو، اس نے بھی وہ روایت چھوڑ دی ہے۔ ان کو تو نہیں چھوڑنی چاہیئے۔ میری ریڑھ کی جو ہڈیاں ہیں نا چھوٹی ان میں سے دو میں فریکچر ہو گیا تھا ٹوٹ گئی تھیں اور اس کی وجہ سے مجھے بڑا لمبا عرصہ بارہ، تیرہ ہفتے لٹایا گیا۔ ڈاکٹروں کو بڑی فکر تھی اور اس کے نتیجہ میں بعض جگہ سختی آ گئی ہے۔ کئی مہینے مجھے بڑی شدید درد کا مقابلہ کر کے، اپنے کو اس قابل بنانا پڑا کہ میں سجدہ کر سکوں اور مسجد میں جا سکوں۔ اس کے لئے بڑا مجاہدہ مجھے کرنا پڑا تھا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور اس حد تک مجھے صحت ہو گئی۔ تو یہ ایک چھوٹی سی چیز ...... گئی۔ میں اکڑوں کی حالت جو مجھے اٹھنا ہے وہ نہیں بیٹھ سکتا۔ مجھے اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے اس تکلیف نے مجھے اجازت دی اسلامی تعلیم کے مطابق کہ میں کھڑے کھڑے ایک وقفہ ڈال کے پھر دوسرا خطبہ شروع کر دوں۔ (روزنامہ الفضل ربوہ ۶ ردسمبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۲ تا ۵)